Academic Discipline for Quranic Higher Education

تخصص علوم وحکمت قرآن کے لیے مقررہ نصاب کے مطابق

اصطلاحات قرآن



الاستاذ: ابوالفضل نور احمد سندھی

ناشر

جامع مسجد ربانی، ہائی وے کالونی، سیکٹر C-18، اسکیم -33، نزد جمالی پُل، M-9 موٹروے، کراچی

فون: 0313-2707097

www.hikmatequran.org hikmatequran@gmail.com Hikmat-e-Quran Institute

راغب اصفہانی کہتے ہیں کہ اٰمَنَ کے معنی نفس کے مطمئن ہونا کے ہیں۔ تاج العروس میں ہے کہ اَمَنَ سے مراد کسی کو بے فکر اور مطمئن کر دینا۔ دوسرے کو امن دے دینا۔ اسکی حفاظت کی ذمہ داری اپنے سر پر لے لینا ہے۔ ابن فارس نے اس کے بنیادی معنی تین بتائے ہیں: (۱) خیانت کی ضد (۲) اطمینان قلب (۳) تصدیق کرنا۔ اٰمَنَ بے خوفی، اطمینان، خوف سے محفوظ ہونے کی حالت۔ مومن امن کی ضمانت دینے والا، جس پر بھروسہ کرکے انسان بے فکر اور محفوظ ہو جائے، امنِ عالم کا ضامن (تاج العروس) اَمَانَۃٌ وہ چیز جو کسی کو بھروسہ پر دی جائے۔ (محیط) اَمِیْنٌ بے خوف، مطمئن، جسے قابل اعتماد سمجھا جائے۔ اَلْبَلَدِ الْاَمِیْنِ جس شہر میں امن و حفاظت ہو۔ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۷۸﴾ (الشعراء: ۱۷۸) ”میں تمہارے لیے رسول امین ہوں۔“

قرآن حکیم میں یہ مادہ اعتماد اور بھروسہ کے معنوں میں متعدد مقامات میں استعمال ہوا ہے۔ سورۃ البقرہ میں لین دین کے معاملات میں فرمایا: فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا (آیت ۲۸۳) ”اگر تم میں سے ایک دوسرے پر اعتماد کرے“ وَ مَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا (یوسف: ۱۷) ”اور تو ہماری بات کا اعتبار نہیں کریگا۔“ جب اَمْنٌ کا صلہ لام ہو تو اس کے معنی بات ماننے کے ہوتے ہیں۔ سورۃ البقرہ میں قصہ بنی اسرائیل میں ہے لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ (آیت: ۹۰) ”ہم تیری بات نہیں مانیں گے۔“ اس میں اعتبار، اعتماد، یقین اور اطاعت سب کا مفہوم آجاتا ہے۔ جب اَمْنٌ کا صلہ ب ہو تو اس کے معنی ایمان لانے کے ہوتے ہیں۔ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ (البقرہ: ۲۸۵) ”سب ایمان لائے ہیں اللہ پر۔“ مُؤْمِنٌ

کے معنی مصدق ہے لیکن ایمان اس تصدیق کو کہتے ہیں جس سے اطمینان قلب حاصل ہو جائے اور تردد جاتا رہے۔

مذکورہ لغوی اور قرآنی صراحتوں کے بعد ایمان کے معنی یہ سامنے آتے ہیں کہ انسان اپنے دل کی گہرائیوں میں ذات وصفاتِ خداوندی کی گہرائیوں کا یقین اور اس کی محکمیت پر بھروسہ رکھے۔ سورۃ الحجرات میں ہے:

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ (آیت: ۱۴)

"اعراب (دیہاتی بدو) کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں۔ ان سے کہو کہ تم ایمان نہیں لائے یہ کہو کہ ہم نے تمہاری فرمانبرداری اختیار کر لی ہے۔ اس لیے کہ (ابھی تک) تمہارے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا۔"

یہ لفظ جب اپنے مفعول کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو اس سے خاص اسی چیز پر ایمان لانا مراد ہوتا ہے جس کا اس کے مفعول کی حیثیت سے ذکر ہوتا ہے۔ لیکن اگر مفعول کے بغیر آئے تو اس کے تحت ایمانیات کی وہ چیزیں آسکتی ہیں جن پر ایمان لانے کا قرآن حکیم میں حکم دیا گیا ہے۔

قرآن کی رو سے پانچ بنیادی حقیقتیں ہیں جن پر ایمان لانے سے انسان مؤمن ہو جاتا ہے۔ سورۃ البقرہ میں ہے: وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ۚ (البقرہ: ۱۷۷) "کشاد کی راہ اس کی ہے جو اللہ پر، یوم آخرت پر، ملائکہ پر، کتب پر اور انبیاء پر ایمان لائے۔" ان کا (یا ان میں سے کسی ایک کا) انکار کفر ہے۔

وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾ (النساء: ۱۳۶)

”جو اللہ سے، اور اس کے ملائکہ، کتب، رسل اور یومِ آخرت سے انکار کرتا ہے تو وہ گمراہی میں بہت دور نکل جاتا ہے۔“

۱ اللہ پر ایمان کے معنی ہیں اسکی ہستی پر یقین، اسکی ہر بات پر اعتماد، اسکے قوانین پر پورا پورا اعتماد، اور ان کی اطاعت کا اقرار۔

۲ یوم آخرت پر ایمان کے معنی ہیں خدا کے قانون مکافات عمل کی محکمیت پر یقین اور اعتماد، اور موت کے بعد تسلسل حیات پر یقین۔

۳ ملائکہ پر ایمان کے معنی یہ ہیں کہ یہ ملکوتی قوتیں نظام کائنات میں اللہ تعالیٰ کے پروگرام کو بروئے کار لانے میں سرگرم عمل ہیں اور خدا نے انہیں انسان کے سامنے جھکا دیا ہے۔ مسخر کر دیا ہے۔ اس لیے ان میں سے کوئی قوت ایسی نہیں جس کے سامنے انسان جھکے۔

۴ انبیاء پر ایمان کے معنی یہ ہیں کہ انسان، تنہا عقل کی رو سے شاہراہِ زندگی پر چلنے کی راہ نمائی حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ راہ نمائی وحی کی رو سے ملتی ہے۔ اور وحی ہر فرد کو براہ راست نہیں ملتی بلکہ اللہ تعالیٰ کے منتخب کردہ افراد کی وساطت سے ملتی ہے جنہیں انبیاء کہا جاتا ہے۔ وحی کا یہ سلسلہ نبی اکرم ﷺ کی ذات پر ختم ہو گیا۔

۵ کتابوں پر ایمان کے معنی یہ ہیں کہ یہ ضابطۂ حیات، وحی کی رو سے ملا ہے اور اس کے مطابق زندگی بسر کرنے سے انسان اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ منزل تک پہنچنے کا کوئی اور راستہ نہیں۔ نبوت پر ایمان لانے کی عملی شہادت اس نبی کی کتاب کو ضابطہ زندگی بنانا ہے۔ لیکن نزولِ قرآن کے بعد کوئی اور کتاب ضابطۂ حیات نہیں بن سکتی۔

جو لوگ اہل ایمان ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں اور متذکرہ ایمان کی حقیقتوں کے

تقاضے پورے نہیں کرتے، قرآن حکیم ان کو بھی خبر دار اور متنبہ رکھتا ہے کہ اللہ، اس کے رسولؐ اور رسولؐ پر نازل کی گئی ہدایت پر اپنے ایمان کو دل و دماغ کے یقین و اذعان کے ساتھ مستحکم رکھیں تاکہ بھٹکنے سے بچے رہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾ (النساء: ۱۳۶)

”مسلمانو! اللہ پر ایمان لاؤ، اللہ کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے۔ نیز ان کتابوں پر جو اس سے پہلے (دوسرے پیغمبروں پر) نازل کی تھیں اور (دیکھو!) جس کسی نے اللہ سے انکار کیا اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان نہ رکھا تو وہ بھٹک کر سیدھے راستے سے بہت دور جا پڑا۔“

مذکورہ آیت سے یہ بھی متشرح ہوتا ہے کہ ایمان کے ان پانچ ارکان میں کسی ایک کا انکار بھی کفر کے درجہ میں ہے۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ النُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۸﴾
(التغابن: ۸)

”سو تم اللہ پر اس کے رسول پر اور اس نور پر ایمان لاؤ جو ہم نے نازل کیا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔“

قرآن حکیم میں اس طرح کی آیات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے توحید اور خدا پرستی کے اعلیٰ مراتب کا مطالبہ کرتا ہے۔ پہلے مرتبے میں وہ اسلام کے دائرے میں اعتقاد و عمل کے ساتھ داخل ہو چکے ہیں۔ یعنی انہوں نے اسلامی عقیدے کا اقرار کر لیا ہے اور اس کے اعمال کی زندگی اختیار کر لی ہے وہ اس

دائرے میں آ گئے ہیں۔ دوسرا مرتبہ ایمان سے تعبیر ہے۔ اسلام ظاہر کا اقرار و عمل تھا، ایمان دل و دماغ کا یقین و ادغان ہے۔ یہ مرتبہ جس نے حاصل کر لیا وہ خواص کے زمرے میں داخل ہو گیا۔ لیکن اس سے بھی آگے احسان کا مرتبہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بار بار بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ محسنین کو محبوب رکھتا ہے۔ انسان کے اندر اور انسان کے باہر سینکڑوں مطالبات ہیں جو اس کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ نفسانی خواہشات سے لیکر دنیا کی مرغوبات اور محبوبات کے دام قدم قدم پر بچھے ہوئے ہیں۔ قرآن حکیم کہتا ہے کہ ان تمام چیزوں کے باوجود ایمان والے اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ہوتے ہیں۔

اہل کتاب بھی دعوائے ایمان رکھتے تھے لیکن قرآن حکیم نے ان کے متعلق بھی فرمایا کہ وہ جمیع انسانیت کی سلامتی کو قائم رکھنے والے دین کو اپنا گروہی دین بنا چکے ہیں۔ پیغمبر اسلام انسانیت کو جامع رکھنے کا پیغام لیکر آئے ہیں ان پر اگر وہ ایمان لے آتے تو یہ ان کے لیے بہت ہی بہتر ہوتا۔ فرمایا کہ:

وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

(آل عمران: ۱۱۰)

”اگر اہل کتاب (مخالفت اور سرکشی کی جگہ) ایمان لاتے تو یہ ان کے لیے بہتری کی بات ہوتی (لیکن وہ اس کے اہل ثابت نہ ہوئے) ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو (وحی کی تمام ہدایت پر) ایمان رکھنے والے ہیں لیکن بڑی تعداد انہی لوگوں کی ہے جو (وحی کی ہدایت سے باہر) فاسقین میں شامل ہیں۔“

قرآن حکیم نے تفریق بین الرسل کو ایک بہت بڑی گمراہی قرار دیا۔ وہ کہتا ہے کہ ہر راست باز انسان کا جو اللہ کے سچے دین پر چلنا چاہتا ہے، فرض ہے کہ بلا کسی امتیاز کے تمام رسولوں، تمام کتابوں، تمام دینی دعوتوں پر ایمان لائے اور کسی ایک کا بھی انکار نہ کرے۔ اس کا شیوہ یہ ہونا چاہیے کہ سچائی جہاں کہیں بھی ظاہر ہوئی ہے اور جس کسی

کی زبان پر بھی ظاہر ہوئی ہے، سچائی ہے اور میرا اس پر ایمان ہے۔

اکثر لوگوں کا حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین بھی رکھتے ہیں اور ساتھ ہی اطاعت کا حق دوسروں کو دیکر اس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ یعنی ان کا خدا ماننا ایسا ماننا نہیں ہے جو غیر اللہ کی اطاعت سے انہیں باز رکھے۔ وَ مَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَ هُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ (یوسف: ۱۰۶) ”اور ان میں سے اکثروں کا یہ حال ہے کہ اللہ پر یقین لاتے ہیں تو اس حال میں لاتے ہیں کہ اس کے ساتھ غیر اللہ کو شریک بھی ٹھہراتے جاتے ہیں۔“

غیر اللہ کو شریک کرنا صرف بتوں، دیوتاؤں تک محدود نہیں بلکہ قوانین خداوندی کو نظر انداز کرکے تقدیس کے نام پر شخصیتوں کو پوجنا اور مفادات کے پیچھے اس طرح دوڑنا کہ اطاعت خداوندی کا انحراف ہوتا ہو، یہ چیزیں بھی شرک کے زمرے میں آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ماننے کا اصل تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت اور قوانین خداوندی پر پورا یقین اور اس پر ایسا ہی عمل ہو جس کے طریقے قرآن حکیم نے بتائے ہیں۔

ایمان و عمل لازم ملزوم ہیں، لہٰذا ایمان کے بغیر عمل اور عمل کے بغیر ایمان معتبر نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم ایمان اور عمل صالحہ کا ذکر ایک ساتھ اور لازم ملزوم کی طرح کرتا ہے۔ اور ان دونوں کو اسلامی زندگی کی بنیادیں قرار دیتا ہے۔

جب تک ان تمام امور پر اس طرح ایمان نہ لایا جائے جس طرح قرآن نے بتایا ہے تب تک کسی کے دعوائے ایمان پر اس کو ایمان نہیں کہا جائے گا۔ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ (البقرہ: ۱۳۷) ”اگر یہ لوگ اس طرح ایمان لائیں جس طرح (اے جماعت مومنین) تم ایمان لائے ہو تو پھر سمجھا جائے گا کہ یہ

لوگ صحیح راستے پر ہیں۔"

ایمان وہی ہے جو قرآن کے مطابق ہے اور عمل وہی صالح ہے جسے قرآن صالح قرار دے۔ لیکن جن اقوام نے اس ہدایت کو اسی درجے میں قبول نہیں کیا یا ان کے پاس یہ قرآن کی ہدایت اسی درجہ میں نہیں پہنچی تو اس مسئلہ میں قرآن حکیم کا سورۃ البقرہ میں فرمان ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ الَّذِیۡنَ ہَادُوۡا وَ النَّصٰرٰی وَ الصّٰبِـُٔوۡنَ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَہُمۡ اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ۚ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۶۲﴾

(آیت: ۶۲)

"جو لوگ (پیغمبر اسلام پر) ایمان لا چکے ہیں وہ ہوں یا وہ لوگ ہوں جو یہودی ہیں یا نصاریٰ اور صابی ہوں (کوئی ہو اور کسی گروہ بندی میں سے ہو) لیکن جو کوئی بھی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اس کے اعمال بھی اچھے ہوئے تو وہ اپنے ایمان و عمل کا اجر اپنے پروردگار سے ضرور پائے گا۔ اس کے لیے نہ تو کسی طرح کا خوف و کھٹکا ہو گا نہ کسی طرح کی غمگینی۔"

لیکن قرآن حکیم نے یہ بھی بتایا ہے کہ ان اہل کتاب میں بہت کم ہی لوگ ہیں جو حقیقی ایمان والے ہوتے ہیں:

بَلۡ لَّعَنَہُمُ اللّٰہُ بِکُفۡرِہِمۡ فَقَلِیۡلًا مَّا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۸۸﴾ (البقرہ: ۸۸)

"ان میں بہت ہی تھوڑے ہیں جو ایمان لانے والے ہیں۔"

لیکن ان کا یہ ایمان ان کے درجے میں ہے۔ مولانا عبید اللہ سندھیؒ اس مسئلہ میں اپنی رائے اس طرح بیان کرتے ہیں:

"جن لوگوں نے قرآن حکیم کو مانا یا اس سے پہلے جنہوں نے تورات یا انجیل کو تسلیم کیا، انہوں نے ان کتب الٰہیہ میں متعین اصول پائے اور ان اصولوں کو مان کر ان

پر عمل کرنے کی پختہ نیت بنالی، اور انہیں انسانی سوسائٹی میں قائم کرنے کے لیے اپنا جان و مال تک قربان کرنے کا ارادہ کر لیا، اسے ان کا "ایمان" کہا جائے گا۔ لیکن جن گروہوں میں ایسی الہامی کتابیں موجود نہیں، ان کے اندر حکمائے الٰہی کی کوششوں سے جو صحیح علم آیا جس نے انہیں خدا پرستی کی راہ پر لگایا اور انہوں نے اسے تسلیم کر کے اس کے اصولوں کے مطابق کام کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس کی خاطر اپنی جان و مال قربان کرنے کا تہیہ کر لیا تو یہ ان کا ایمان ہو گا۔"

اب چند ان قرآنی آیات کا مطالعہ کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو مطلوب ایمان اور ایمان کے اثرات و نتائج کو واضح کرتی ہیں۔

١. اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ لَا یَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ (الحدید: ١٦)

کیا مومنین کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر، اور جو حق نازل ہوا، اسکے سامنے جھک جائیں؟ اور ان کی طرح نہ ہو جائیں، جن کو اس سے پہلے کتاب دی گئی تھی، پھر ان پر ایک طویل مدت گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور (اب ان کی حالت یہ ہے کہ) ان میں اکثر فاسق ہوئے ہیں۔"

خشیت قلوب اللہ تعالیٰ کے ذکر اور جو حق نازل ہوا ہے اس سے وابستہ ہے۔ جو ان دونوں چیزوں سے محروم ہے اس کا مثال اور حشر انہی لوگوں جیسا ہو گا جو پہلے بھیجی گئی کتابوں کے منحرفین تھے۔

٢. وَّ لِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَیُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۴﴾ (الحج: ٥٤)

"نیز (اس میں) یہ مصلحت بھی تھی کہ (اے پیغمبر!) جن لوگوں نے علم پایا ہے وہ جان لیں کہ یہ معاملہ فی الحقیقت تیرے پروردگار ہی کی طرف سے ہے۔ اس طرح اس پر ایمان لے آئیں اور ان کے دلوں میں عجز و نیاز پیدا ہو جائے۔ یقیناً اللہ ایمان والوں کو (سعادت و کامرانی کی) سیدھی راہ چلانے والا ہے۔"

جو لوگ اس بات کا علم جان چکے ہیں کہ حق کا پیغام وہی ہے جو ان کے رب کی طرف سے آیا ہے تو اس طرح کا ایمان ان میں عجز پیدا کرتا ہے اور ان کی جستجوئے حق اور عجز کی وجہ سے انہیں اللہ تعالیٰ صراط مستقیم کی راہ پر لگا دیتے ہیں۔

۳. فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ (الاعراف: ۱۵۷)

"جو لوگ اس پر ایمان لائے، اس کے مخالفوں کے لیے روک ہوئے، (راہ حق میں) اس کی مدد کی اور اس روشنی کے پیچھے ہو لیے جو اس کے ساتھ بھیجی گئی ہے، سو وہی ہیں جو کامیابی پانے والے ہیں۔"

جو نور نازل ہوا ہے اس کے اتباع سے ہی مومنین کے لیے فلاح کا وعدہ ہے۔

۴. اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۷﴾ (غافر: ۷)

"وہ فرشتے جو عرشِ الٰہی کے حامل ہیں اور جو اس کے گرد اگرد ہیں، یہ سب اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح میں لگے ہوئے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور مومنوں کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں کہ "اے ہمارے رب! تو اپنی رحمت اور علم سے ہر چیز پر چھایا ہوا ہے۔ سو ان لوگوں کو بخش دے جنھوں

نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور اُن کو جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ!"

عرشِ الٰہی کے فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کے قوانین کی پابندی کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی لکھی گئی مہربانیوں سے مستفیض کرنے کی ڈیوٹی پر مامور ہیں، یہی ان کی تسبیح ہے۔ وہ ان مومنین کے لیے دعا اور خیر خواہی بھی کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان رکھتے ہیں اور عملی زندگی میں اسی راستے پر گامزن ہیں۔

۵. قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ (الاعراف: ۳۲)

"(اے پیغمبر!) ان لوگوں سے کہو خدا کی زینتیں جو اس نے اپنے بندوں کے برتنے کے لیے پیدا کی ہیں اور کھانے پینے کی اچھی چیزیں کس نے حرام کی ہیں؟ تم کہو یہ (نعمتیں) تو اسی لیے ہیں کہ ایمان والوں کے کام آئیں، دنیا کی زندگی میں (زندگی کی مکروہات کے ساتھ اور) قیامت کے دن (ہر طرح کی مکروہات سے) خالص۔ دیکھو! اس طرح ہم ان لوگوں کے لیے نشانیاں کھول کھول کر بیان کر دیتے ہیں جو جانتے ہیں۔"

صرف دکھاوے کے لیے کچھ چیزیں اپنے اوپر حلال اور حرام کرنے والے مومن ہرگز نہیں ہو سکتے۔ مومن لوگ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ طیب اشیاء کو جتنی اجازت اللہ نے ان کو دے رکھی ہے، سہولیات زندگی کے لیے برت لیتے ہیں۔ یہ بھی ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں میں سے ہے۔

٦. قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾ (الزمر: ۱۰)

”(اے نبیؐ!) آپ کہہ دیجیے کہ (اللہ فرماتا ہے،) اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو، اپنے رب سے ڈرتے رہو، جن لوگوں نے اس دنیا میں نیک رویہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ ہے۔ صبر کرنے والوں کو تو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔“

جو ایمان والے اپنے رب کی اطاعت پر قائم رہے۔ اور اپنی عملی زندگی سے اس دنیا میں اچھے اور نشوونما دینے والے اور نفعہ بخشی کے اعمال کے ذریعہ حسنا کیاں پیدا کرنے میں استقامت پر قائم رہے وہ بے حساب اجر کے مستحق بن جاتے ہیں۔

۷. زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ يَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ اللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ (البقرۃ: ۲۱۲)

”منکرین حق کی نگاہوں میں تو صرف دنیا کی زندگی ہی سمائی ہوئی ہے۔ وہ ایمان والوں کی (موجودہ بے سر و سامانی دیکھ کر) ہنسی اڑاتے ہیں، حالانکہ جو لوگ متقی ہیں قیامت کے دن وہی ان منکروں کے مقابلے میں بلند مرتبہ ہوں گے اور (پھر یہ منکرین حق نہیں جانتے کہ جو لوگ آج مال و جاہ دنیوی سے تہی دست ہیں، کل کو اللہ کے فضل سے مالا مال ہو جا سکتے ہیں۔ اور) اللہ جسے چاہتا ہے اپنے رزق بے حساب سے مالا مال کر دیتا ہے۔

جو ایمان والے ہر حال میں اللہ کی اطاعت پر قائم رہتے ہیں اور اپنی شخصیت کی اس طرح نشوونما کرتے ہیں کہ انسانیت کی نفعہ بخشی ہو۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے رزق بے حساب کا وعدہ کر رکھا ہے۔

۸. اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ (الحجرات: ۱۵)

"در حقیقت تو مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے، پھر انہوں نے کبھی شک نہیں کیا اور اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہی لوگ سچے (مؤمن) ہیں۔"

جان و مال کی جہد و قربانی ایمان والوں کی صداقت راسخ کرتی ہے۔ جان و مال کی قربانی کے بغیر ایمان کی صداقت مسلّم نہیں ہوتی یہ قربانی ہی بتاتی ہے کہ ان ایمان والوں نے اللہ تعالیٰ کے قوانین پر کبھی شک نہیں کیا۔

۹. وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿١٢٤﴾ (التوبة: ١٢٤)

"اور جب ایسا ہوتا ہے کہ (اللہ کی طرف سے) قرآن کی کوئی سورت اترتی ہے تو ان (منافقوں) میں کچھ لوگ ہیں جو (انکار و شرارت کی راہ سے) کہتے ہیں "تم لوگوں میں سے کس کا ایمان اس نے زیادہ کر دیا تو حقیقت یہ ہے کہ جو ایمان رکھتے ہیں ان کا ایمان تو ضرور زیادہ کر دیا اور وہ اس پر خوشیاں منا رہے ہیں؟"

ایمان میں ازداد (بڑھوتری) یہ آدمی کی قلبی صلاحیت پر منحصر ہوتی ہے۔ صرف اپنی ذات کے لیے جینے والے سرکش لوگ اس سے محروم ہوتے ہیں۔

۱۰. اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠﴾ (المجادلة: ١٠)

"(اور منافقین کی) رازدارانہ سرگوشیاں شیطان کی وسوسہ اندازی سے ہوتی ہیں تاکہ مسلمان اس کی وجہ سے آزردہ خاطر ہوں، حالانکہ بغیر مشیتِ الٰہی کے یہ سرگوشیاں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر طرف سے کٹ کر صرف اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد رکھیں۔"

مذکورہ آیت سے متشرح ہے کہ ایمان والے توکل کی طاقت سے طاغوت کی شیطانی چالوں سے محفوظ ہوتے ہیں۔ توکل یہ ہے کہ مومنین جس طرح اللہ تعالیٰ کے قوانین پر یقین رکھتے ہیں، وہ یقین اُسی طرح ان میں زندگی کی منصوبہ بندی کو استحکام عطا کرتا ہے اس لیے وہ شیطانی چالوں سے بچے رہتے ہیں۔

۱۱. وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾ (الاعراف: ۹۶)

اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے (جن کی سرگذشتیں بیان کی گئی ہیں) ایمان لاتے اور برائیوں سے بچتے تو ہم آسمان اور زمین کی برکتوں کے دروازے ضرور ان پر کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا، پس اس کمائی کی وجہ سے جو انہوں نے (اپنے اعمال کے ذریعے) حاصل کی تھی ہم نے انہیں پکڑ لیا (اور وہ مبتلائے عذاب ہوئے)۔

قوانین خداوندی پر ایمان اور عمل کے نتیجے میں آسمان و زمین سے برکتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اسی طرح قوانین خداوندی کو خاطر میں نہ لانے والوں کو، ان کے انحراف کی سزا اس طرح ملتی ہے کہ برکتوں کے دروازے ان کے لیے بند ہو جاتے ہیں۔

۱۲. فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۳۶﴾ (الشوریٰ: ۳۶)

"سو جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ محض دنیا کی زندگی کا ساز و سامان ہے۔ اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس سے کہیں بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ وہ ان لوگوں کے لیے ہے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔"

بظاہر دنیا کے سامان کی فراوانی ایمان والوں کو مضطرب نہیں کرتی۔ اس کے مقابلہ میں ایمان والے اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں اور عطا کے قانون پر یقین رکھتے ہیں۔

۱۳. وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ نَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾ (هود: ۵۸)

"اور (دیکھو!) جب ہماری (ٹھیرائی ہوئی) بات کا وقت آ پہنچا تو ہم نے اپنی رحمت سے ہود کو بچا لیا اور ان لوگوں کو بھی بچا لیا جو اس کے ساتھ (سچائی پر) ایمان لائے تھے اور ایسے عذاب سے بچایا کہ بڑا ہی سخت عذاب تھا۔"

ایمان پر سچی طرح قائم لوگوں کے لیے سلامتی اور نجات کا پکا وعدہ ہے۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی وہ رحمت متحرک رہتی ہے، جس کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس نے اپنی ذات پر رحمت لکھ رکھی ہے۔

۱۴. وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَ الْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۲۶﴾ (الشوریٰ: ۲۶)

"اور جو لوگ اس کے احکام پر ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ اختیار کئے (تو وہ ان پر اپنی رحمت کا دروازہ کھول دیتا ہے) ان کی دعاؤں کو سنتا ہے (اور ان کی آرزوؤں کو پورا کرتا ہے) اور اپنے فضلِ بندہ نواز سے انہیں حق سے بڑھ کر بدلہ دیتا ہے اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے۔"

ایمان اور عمل صالح اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں اور فضل کو بڑھاتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور میں استجابت (التجاؤں کی قبولیت) حاصل ہو جاتی ہے۔

١٥. لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ (سبا: ٤)

"(اس قیامت کا وقوع اس لیے ضروری ہے) تاکہ اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، ان کا (اچھا) صلہ عطا فرمائے۔ یہی وجہ لوگ ہیں جن کے لیے مغفرت اور عزت کا رزق ہے۔"

ایمان اور اعمال صالحہ کی وجہ سے رزق کریم (بغیر پریشانی کے حاصل رزق) کے وعدے ہیں۔

١٦. وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ (المائدۃ: ٥٦)

"اور (یاد رکھو!) جس کسی نے اللہ کو، اس کے رسول کو اور ایمان والوں کو اپنا رفیق و مددگار بنایا تو (وہ اللہ کے گروہ میں سے ہوا اور) بلا شبہ اللہ کا گروہ غالب رہنے والا گروہ ہے۔"

قوانین خداوندی کے عمل کے نتیجہ میں حزب اللہ کے لیے غلبہ کا وعدہ بھی ہے۔

١٧. ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝ (محمد: ١١)

"یہ اس لیے کہ ایمانداروں کا مالک اور کارساز خدا ہے۔ اور جو خدا کی قدرت کے منکر ہیں ان کا کوئی بھی مالک و کارساز نہیں ہے۔"

قوانین خداوندی پر عمل کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی کارسازی شامل حال رہتی ہے۔ ان قوانین کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کی سرگرمی جاری رہتی ہے۔

١٨. اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ (النحل: ٩٩)

"جو لوگ ایمان والے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں، ایسا کبھی نہیں ہو

سکتا کہ ان پر اس کا زور چلے۔"

شیطانی قوتیں ایمان والوں پر غلبہ نہیں پا سکتیں۔ ان کا زور تو انہی پر چلتا ہے جو اسے اپنا رفیق بناتے ہیں۔ وہ رفاقت ان لوگوں کو شرک جیسے ظلم عظیم تک لے جاتی ہے۔

۱۹. اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ثُمَّ کَفَرُوۡا ثُمَّ اٰمَنُوۡا ثُمَّ کَفَرُوۡا ثُمَّ ازۡدَادُوۡا کُفۡرًا لَّمۡ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغۡفِرَ لَہُمۡ وَ لَا لِیَہۡدِیَہُمۡ سَبِیۡلًا ﴿۱۳۷﴾ (النساء: ۱۳۷)

"جن لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ ایمان لائے، پھر کفر میں پڑ گئے، پھر ایمان لائے، پھر کفر میں پڑ گئے اور پھر برابر کفر میں بڑھتے ہی گئے تو (فی الحقیقت ان کا ایمان لانا ایمان لانا نہ تھا) اللہ انہیں بخشنے والا نہیں۔ اور ہر گز ایسا نہ ہو گا کہ (کام یابی کی) انہیں کوئی راہ دکھائے۔"

مذبذب ایمان یعنی اللہ تعالیٰ کے قوانین کی اطاعت سے خالی ایمان، ایسے ایمان کا دعویٰ ایمان نہیں بلکہ وہ انکار اور انحراف ہے جس میں ان کو دھکیل دیا جاتا ہے۔ جس طرح سچے مومنین کے لیے ازداد ایمان کا قانون طئہ ہے اسی طرح منحرفین کے لیے انحراف میں ازداد یعنی بڑھوتی کا قانون مقرر ہے۔

۲۰. لَیۡسَ عَلَی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیۡمَا طَعِمُوۡۤا اِذَا مَا اتَّقَوۡا وَّ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوۡا وَّ اٰمَنُوۡا ثُمَّ اتَّقَوۡا وَّ اَحۡسَنُوۡا ؕ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۹۳﴾ (المائدۃ: ۹۳)

"جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ جو کچھ (حرمت کے حکم سے پہلے) کھا پی چکے ہیں اس کے لیے ان پر کوئی گناہ نہیں، جب کہ وہ (آئندہ کے لیے) پرہیز گار

ہو گئے اور ایمان لے آئے اور اچھے کام کیے اور (جب انہیں کسی بات سے روکا گیا تو اس سے) رک گے اور (حکم الٰہی پر) ایمان لائے (اور اچھے کام کیے اور اسی طرح) پھر (روکے گئے تو پھر بھی) پرہیز کیا اور (حکم الٰہی پر ایمان لائے) اور اچھے کام کیے (تو یقیناً ایسے لوگوں سے ان کی سابقہ باتوں کے لیے کوئی مواخذہ نہیں ہو سکتا۔ وہ نیک کردار ہیں) اور اللہ نیک کرداروں کو دوست رکھتا ہے۔"

جن لوگوں نے قوانین خداوندی کو اپنا شعار بنالیا اور اس طرح ایمان کے ساتھ صالح عملی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رسی کو پکڑ لیا اور زندگی کے نشیب و فراز کے باوجود انسانی بھلائیوں اور احسان کے ذریعے اپنی اور دوسرے لوگوں کی نشوونما کی تو اللہ تعالیٰ ایسے محسنین کو اپنا دوست رکھتے ہیں۔

۲۱. وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾ (فصلت: ۱۸)

"اور جو لوگ ایماندار اور پرہیز گار تھے ان کو ہم نے بچالیا۔"

اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور قوانین پر ایمان اور اس کے مطابق زندگی ہی نجات کا راستہ ہے۔